جنوری
2000ء

ماہنامہ

معارفِ رضا

کراچی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان

مشمولات

• قیمت فی شمارہ ۔۔۔۔ ۱۰ روپیہ
• سالانہ ۔۔۔۔ ۱۲۰ روپیہ
• بیرون ممالک ۔۔۔۔ ۱۰ ڈالر سالانہ

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی ۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم
نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

اگلوں نے تو لکھا بہت علم دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

قارئین کرام! (السلام علیکم ورحمۃ اللہ)

امام احمد رضا کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ بیسویں صدی کا اختتام اور اکیسوی صدی کا ابتداء ہے۔ گزشتہ سواسو سال کی تاریخ کا اگر ایک مورخ کی حیثیت سے غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو بلا شعبہ ہر اہل علم شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ بر صغیر پاک و ہند میں علوم اسلامیہ کے حوالے سے جو کچھ تحقیقی اور تجدیدی لٹریچر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ موجود ہے، اس کا ایک وافر حصہ عبقری الشرق امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے رشحات قلم کا مرہون منت ہے۔ عالم اسلام اور خصوصاً اسلامیان ہند سے متعلق کونسا ایسا مسئلہ ہے کہ آپ نے جس پر قلم نہ اٹھایا ہو، علوم اسلامی کا کون سا ایسا موضوع ہے جس پر آپ نے کوئی یادگار تحریر نہ چھوڑی ہو، فقہ اسلامی خصوصاً فقہ حنفی کی جزئیات وکلیات کی جو فراوانی آپ کے مجموعہ فتاویٰ "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" میں ملتی ہے اس کی نظیر ان کے دور کے بڑے سے بڑے مفتیان کرام کے فتاویٰ میں نہیں ملتی۔ علامہ شیخ عبد الحیٔ لکھنوی جو امام احمد رضا کے معاصرین میں تھے اور ان سے مسلکی اختلاف بھی رکھتے تھے، ان کا یہ تجزیہ یقیناً

وزن رکھتا ہے :۔

"فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو دسترس حاصل تھی اس کی نظیر ان کے دور میں کہیں نظر نہیں آتی" (نزہت الخواطر ج ۸)

امام احمد رضا کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے دین کی خدمت اور علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلمانان ہند کی سماجی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اصلاحی رہنمائی کا بھی حق ادا کیا اس پر ان کے متعدد رسائل شاہد عادل میں، اس اعتبار سے امام احمد رضا کی حیثیت ایک فقہیہ اعظم اور عظیم محدث کے علاوہ اپنے دور کے ایک عظیم 'مصلح' اور رہبر و رہنما کی بھی ہے۔ ان کی زندگی کا محور مرکز "عشق رسول" (ﷺ) رہا ہے۔ ان کی تمام تحریروں کا نقطۂ آغاز یہی ہوتا ہے، اور اسی کی تلقین تبلیغ پر اختتام بھی۔ "عشق رسول" (ﷺ) کی اسی سرشاری و سعی نے ان کی شخصیت و نگارشات کو عالم اسلام میں امتیازی شان بخشی یہاں تک کہ "عبدالمصطفیٰ" امام احمد رضا سے محبت و عقیدت ان کے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت و عقیدت کی پہچان امام احمد رضا جیسی عبقری شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے، ان کے نابغہ عصر ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ نہ صرف علوم اسلامیہ کے ایک عظیم اسکالر تھے بلکہ وہ اپنے دور کے تمام جدید و قدیم سائنسی علوم سے نہ صرف باخبر تھے بلکہ ان پر عبور بھی رکھتے تھے۔ وہ خود نوشت سوانح کے اعتبار سے ۵۵ سے زیادہ اور جدید تحقیق کے اعتبار سے ستر (۷۰) سے زیادہ علوم پر حاوی تھے اور ان علوم سے صرف مطالعہ کی حد تک شغف نہیں تھا بلکہ آپ نے ہر علم و فن پر کوئی نہ کوئی یادگار رسالہ یا کتابچہ بھی لکھ چھوڑا ہے، فن کی معروف کتابوں پر حواشی اور تعلیقات علیحدہ ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ امام صاحب کی شخصیت کے ساتھ ایک المیہ یہ ہے کہ ان کی ہزار سے زیادہ چھوٹی بڑی تصانیف و تالیفات میں محض ۴۰ فیصد کتب زیور طبع سے آراستہ ہو سکی ہیں۔ یہ بات افسوسناک بھی ہے اور باعث ندامت بھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ایسی شخصیت کسی اور قوم میں ہوتی تو وہ اس کو قومی ہیرو کا درجہ دیتی اور اس کی تحریرات کو بالالتزام طبع کرا کے دنیائے علم کے ملاحظہ اور افادے کے لئے پیش کرتی۔

بحمداللہ ! امام احمد رضا کے مشن "عشق رسول" ﷺ کے ابلاغ اور ان کی تعلیم و تحقیقات، اشاعت کیلئے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا گذشتہ ۲۰ سال سے "معارف رضا" کا سالانہ اجراء کر رہا ہے۔ اس میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات، ان کی تصنیفات

اور تحقیقات کے حوالے سے عالم اسلام کے نامور محققین اور اہل علم و فن کے تحقیقی مقالات اردو انگریزی اور عربی زبان میں پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ سالنامہ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ، برطانیہ، امریکہ، جنوبی افریقہ، مصر، مارشیس، سری لنکا، ہالینڈ، بیلجیم وغیرہ کی مختلف جامعات، پبلک لائبریریوں اور نامور اسکالر اور دیگر اشاعتی اداروں کو بھیجا جاتا ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے ہم سے یہ تقاضہ کیا جا رہا تھا کہ سالنامہ کے بجائے ماہنامہ کے طور سے نکالا جائے تاکہ عبقری الشرق کے افکار و خیالات اور تحقیقات و تصنیفات سے زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد استفادہ اہل علم کر سکیں۔ واضح ہو کہ "معارف رضا" کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ واحد علمی اور ادبی سالانہ مجلّہ ہے جو گزشتہ تقریباً ۲۰ سال کے طویل عرصے سے محض ایک شخصیت کی حیات و کارناموں کے حوالے سے شائع ہو رہا ہے تو اس شخصیت کی عبقریت، اس کے علمی موضوعات کی وسعت اور تحقیقاتی مواد کے تنوع کا کیا عالم ہو گا؟ اس کا کچھ اندازہ معارف رضا کے مختلف شماروں کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

انہی وجوہات کی بناء پر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ جنوری ۲۰۰۰ء سے "معارف رضا" ماہانہ علمی و ادبی مجلّہ کے طور سے شائع کیا جائے لیکن امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر (ہر سال صفر المظفر میں) اس کا سالانہ اجراء بطور سالنامہ حسب سابق جاری رہے گا۔

چنانچہ قارئین ذی وقار! اب آپ کے سامنے ماہنامہ "معارف رضا" حاضر ہے اس کے فہرست پر ایک نظر ڈالئے اور بسم اللہ کر کے اس کے مضامین کا مطالعہ کیجئے اور اپنے تاثرات سے ہمیں آگاہ کیجئے۔ اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازیں۔ اس کی خامیوں کی نشاندہی فرما کر مثبت تعمیری اور نعم البدل تجاویز سے ہمیں مشرف فرمایئے۔ یہ ایک نیک کام ہے اپنا دینی اور ملی فریضہ سمجھ کر ہماری اعانت فرمائے اگر آپ صاحب علم و فن ہیں تو امام احمد رضا کے حوالے سے علمی اور فنی موضوعات پر اظہار رائے کیجئے، اگر آپ صاحب علم و قلم ہیں تو قلم اٹھایئے، موضوعات کا انتخاب اپنی مرضی سے کیجئے اور اپنے قلمی شہ پاروں سے "معارف رضا" کے صفحات مزین کیجئے مرحباً بکم۔

صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور ہمیں اپنے مقاصد عالیہ میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(للشیخ امام احمد رضا خاں بریلوی)

تفسیر القرآن فی آیات الاحکام

ترتیب و پیشکش

سید وجاہت رسول قادری

عبقری الشرق امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کی ساری زندگی فقہ حنفی کی ترویج واشاعت اور حدیث نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کی خدمت میں گزری، قرآن مجید فرقان حمید کا اردو زبان میں "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے رفیع الشان ترجمہ کیا۔ انہوں نے قرآن کریم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا، قرآن فہمی کے لئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے ان پر انہیں پوری دسترس حاصل تھی، مثلاً شان نزول، ناسخ و منسوخ، تفسیر بالحدیث، تفسیر صحابہ اور استنباط احکام کے اصول سے پوری طرح واقف تھے اور اس کی جزئیات و کلیات کا اچھی طرح علم رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ اگر قرآن مجید کے مختلف تراجم کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ہر انصاف پسند عالم کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ امام صاحب کا ترجمہ "کنز الایمان" ہی سب سے بہترین ترجمہ ہے، جس میں شان الوھیت کا احترام بھی ملحوظ ہے اور عظمت رسالت کا تقدس بھی پیش نظر ہے، سلاست و روانی بھی ہے اور قرآن کی ترجمانی بھی "جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر در حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں (روح) قرآن ہے" (عبد النبی کوکب، مولانا: مقالات یوم رضا ج ۱ ص ۴۱)

لیکن بایں ہمہ شان علم و فن تفسیر القرآن امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کو فتویٰ نویسی اور دیگر

تصنیفی اور تدریسی مشغولیات کی وجہ سے قرآن مجید کی مکمل تفسیر لکھنے کا موقع نہ مل سکا، صرف سورۃ "والضحیٰ" کی تفسیر لکھ پائے تھے جو اسّی جز (۸۰۰ صفحات) پر مشتمل تھی (اگر آپ قرآن پاک کی مکمل تفسیر لکھتے تو اس کے لئے کتنے صفحات اور پھر کتنی طویل مدت کی ضرورت تھی)۔ لیکن اس کے باوجود امام احمد رضا کی دیگر تصانیف خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ جلدوں میں سیکڑوں آیات قرآن کے نمونے انمول موتی کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ ہم نے چاہا کہ قارئین خصوصاً قرآن اور فقہ اسلامی سے شغف رکھنے والے حضرات کے استفادے کے لئے اسے ایک جگہ جمع کردیا جائے، اس جذبہ کے تحت

"تفسیر القران فی آیات الاحکام"

کے عنوان سے یہ صفحہ شروع کیا گیا ہے

ان شاء اللہ جب کام مکمل ہو جائے گا تو امام احمد رضا کی تفسیری کام کے حوالے سے ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے گی۔

آیات احکام مندرجہ ذیل ہیں:

آیت نمبر (۱)

تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعۡلَمُونَ (۲/۸۰)

ترجمہ: کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں

آیت نمبر (۲)

قُلِ اللّٰهُ اَذِنَ لَكُمۡ اَمۡ عَلَى اللّٰهِ تَفۡتَرُوۡنَ (۱۰/۵۹)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کیا اللہ نے تمہیں اجا[illegible] تم اللہ پر افتراء باندھتے ہو۔

آیت نمبر (۳)

فَاسۡئَلُوۡٓا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (۱۶/۴۳)

ترجمہ: تو تم اہل علم سے دریافت کرو اگر تم نہ جانتے ہو

آیت نمبر (۴)

اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ (۴/۵۹)

ترجمہ: اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی)

مندرجہ بالا آیات احکام سے استنباط کرتے ہوئے امام احمد رضا یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

کسی قول کی حکایت، اس قول پر افتاء کے مترادف نہیں، کیونکہ ہم بہت سے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جو مذہب (اہل حنیفہ) سے الگ ہوتے ہیں اور کوئی بھی نہیں سمجھتا ہے کہ ہم ان اقوال پر فتویٰ دے رہے ہیں، افتاء کے معنی یہ ہیں کہ ہم کسی چیز پر اعتماد

کریں اور سائل کو بتائیں کہ تم نے جو سوال کیا ہے اس میں شرع کا یہ حکم ہے اور یہ اسی لئے حلال ہے جو کسی چیز کو اس کی شرعی دلیل سے پہچانتا ہو، ورنہ یہ غلط ہوگا اور شریعت پر افتراء ہوگا، اور ایسا کرنے والا اللہ کے اس قول کا مصداق ہوگا "کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں۔ نیز فرمادیجئے کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اللہ پر افتراء باندھتے ہو"۔

دلیل کی دو قسمیں، ایک تو تفصیلی ہے اور اس کی معرفت اہل نظر و اجتہاد کے ساتھ خاص ہے کیونکہ دوسرے حضرات اگر کسی مسئلہ میں مجتہد کی دلیل جانیں گے بھی تو بطور تقلید جانیں گے، جیسا کہ ہم نے اس کو اپنے رسالہ مبارک:

"الفضل الموهبی فی معنیٰ اذا صحّ الحدیث فهو مذهبی"

میں وضاحت سے بیان کر دیا ہے کیونکر جو منازل ہم نے اس میں بیان کی ہیں ان کو طے کرنا مجتہد کے سوا اور کسی کے بس کا روگ نہیں، اس کا کچھ حصہ عقود رسم المفتی میں بیان کیا ہے، اس میں بیان کیا کہ دلیل کی معرفت مجتہد ہی کو حاصل ہوتی ہے، کیونکہ دلیل کی صحت اس پر موقوف ہے کہ وہ دوسرے دلائل سے متعارض نہ ہو، اور یہ چیز اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جب آدمی تمام دلائل کا استقراء تتبع اور تلاش کرے اور یہ صرف مجتہد ہی کر سکتا ہے، صرف اتنی ہی بات کا جان لینا کہ فلاں مجتہد نے یہ حکم فلاں دلیل سے حاصل کیا ہے تو اس میں کچھ فائدہ نہیں اھ یا اجمالی ہو گی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

"تو تم اہل علم سے دریافت کرو اگر نہ جانتے ہو" اور فرمان الٰہی ہے "اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی"۔

کیونکہ اصح قول کے مطابق اولو الامر سے مراد علماء ہیں، نیز حضور کا ارشاد ہے "جب ان کو معلوم نہ تھا تو انہوں نے دریافت کیوں نہ کیا، کیونکہ جہل کی بیماری کی شفاع سوال کرنے میں ہے، اور یہی وجہ ہے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا اپنے امام کے اقوال کو قبول کرنا شرعی تقلید نہیں ہے، کیونکہ یہ دلیل شرعی سے ہے، یہ تو محض عرف کے اعتبار سے تقلید ہے، کیونکہ ہمیں تفصیلی دلیل کا علم نہیں اور تقلید حقیقی کا تو شریعت میں کوئی جواز نہیں، اور جن روایت میں جاہلوں اور گمراہوں کی تقلید کی مذمت کی گئی ہے وہ یہی ہے، گمراہ لوگ عوام کو دھوکا دے کر اس کو تقلید عرفی پر محمول کرتے ہیں جو ہر اس شخص پر فرض ہے جو مرتبۂ اجتہاد پر فائز نہ ہو، مدقق بہاری نے مسلم الثبوت میں فرمایا "تقلید غیر کے قول

پر بلا حجتہ عمل کا نام ہے جیسے عام آدمی کا عام اور مجتہد کا مجتہد سے کچھ حاصل کرنا، تو حضور ﷺ یا اجمع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے، اسی طرح عام آدمی کا مفتی سے رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا، کیونکہ یہ نص نے ان پر واجب کیا ہے، مگر عرف میں یہ ہے کہ عام شخص مجتہد کا مقلد ہے، امام نے فرمایا اصولیوں کی بڑی تعداد اسی پر ہے آبحر العلوم نے فواتح الرحموت میں اس کی شرح اس طرح کی ہے (تقلید غیر کے قول پر بلا حجتہ عمل کرنا ہے) اس کا تعلق عمل سے ہے اور حجتہ سے مراد ادلّہ اربعہ ہیں، ورنہ تو قول مجتہد بھی اس کی دلیل اور حجتہ ہے (جیسے عام آدمی مجتہد کا قول قبول کرے (اور) مجتہد اپنی ہی طرح کسی اور مجتہد سے لے تو حضور ﷺ کی طرف رجوع کرنا یا اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں کیونکہ یہ دلیل کی طرف رجوع ہے (اور اسی طرح) رجوع (عام آدمی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا عادل گواہی کی طرف) یہ تقلید نہیں اگرچہ اس کے بعد عمل کرتا ہے (کیونکہ ان پر یہ چیز نص نے واجب کی ہے) یہ حجّت پر عمل ہے قول غیر پر عمل نہیں ہے (لیکن عرف) ولادت کرتی ہے (کہ عام آدمی مجتہد کا مقلد ہے) کہ ان کی طرف رجوع کرتا ہے (امام نے فرمایا) یعنی امام الحرمین نے (کہ اسی پر اصولیوں کی بڑی جماعت ہے اور یہی مشہور و معتمد ہے۔

(ماخوذ، فتاویٰ رضویہ (جدید) اول، لاہور)

معانقۂ عید

احادیث کی روشنی میں

☆

مرتبہ : مولانا سرفراز احمد اختر القادری

معانقہ عید ایک احسن کام ہے جس سے مسلمانوں کی باہمی محبت میں اضافہ ہو تا ہے۔ یہ صدیوں سے مسلمانوں میں رائج ہے آجکل بعض ناواقف کہتے ہیں کہ معانقہ صرف سفر سے آنے والے ہی کیلیئے جائز ہے، اس کے سوا اور کسی موقع حتیٰ کہ عیدین پر بھی معانقہ کرنا جائز نہیں اور یہ کہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ---- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی یہ اعتراض ہوا تھا جس پر آپ نے ایک مستقل رسالہ "وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید" (۱۳۱۲ھ) تحریر فرما کر احادیث اور اقوال ائمہ سے دلائل پیش فرمائے تھے---- آج کا اعتراض یہ ہے کہ سفر سے آنے والے کے علاوہ کسی دوسرے کو معانقہ جائز نہیں۔ لہذا ہم صرف وہی احادیث پیش کرتے ہیں جن میں "قادم سفر" کے بغیر معانقہ کرنا مذکور آیا ہے----

☆...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار سید عالم ﷺ حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی، میں سمجھا انہیں ہار پہناتی ہو گی یا نہلا رہی ہو گی۔ اتنے میں دوڑتے ہوئے آئے، گلے میں ہار پڑا تھا، حضور سید عالم ﷺ نے دست مبارک بڑھائے، حضور کو دیکھ کر حضرت امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک ایک دوسرے کو

لپٹ گئے۔ حضور نے گلے لگا کر دعا کی ---- الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہو تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دوست رکھے، اسے دوست رکھ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ حبیبہٖ وبارک وسلم) (بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ)

☆...... امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

"حضور نبی کریم ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری ران پر امام حسین کو اور "ہمیں لپٹا لیتے" ---- پھر دعا فرماتے الٰہی میں ان پر رحم کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔ (بخاری)

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے :

کہ سید عالم ﷺ نے "مجھے سینے سے لپٹایا" پھر دعا فرمائی : الٰہی اسے حکمت سکھادے۔ (صحیح بخاری)

☆...... امام احمد اپنی مسند میں یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں :

"کہ ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس ﷺ کے پاس آپس میں دوڑتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو "لپٹا لیا"۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

"سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہل بیت میں زیادہ پیارا کون ہے ؟ فرمایا حسن اور حسین۔ اور حضور ﷺ دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔" صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وبارک وسلم"

(جامع ترمذی)

☆...... امام ابو داؤد اپنی سنن میں حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں :

" کہ وہ باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں مزاح تھا' لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید عالم ﷺ نے ایک لکڑی ان کے پہلو میں چبھوئی۔ انہوں نے عرض کی مجھے بدلہ دیجئے - فرمایا- لے لو- عرض کی حضور تو کرتا پہنے ہیں اور میں ننگا تھا۔ حضور نے کرتا اٹھایا انہوں نے حضور کو "اپنی کنار میں لیا" اور تہی گاہ اقدس کو چومنا شروع کیا۔ پھر عرض کی یارسول اللہ میرا یہی مقصود تھا"۔

☆...... حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

" کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہو تا تو حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے۔ ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا، میں گھر میں نہ تھا، آیا تو خبر پائی۔حاضر ہوا۔ حضور تخت پر جلوہ فرما تھے، "گلے سے لگالیا" تو اور زیادہ جیدّ اور نفیس تر تھا۔" (سنن ابو داؤد)

☆...... ابو یعلی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں :

" کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا" حضور نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا" اور پیار کیا، اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر"۔

☆...... طبرانی کبیر اور ابن شاہین کتاب السنۃ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ :

"رسول اللہ ﷺ اور حضور کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے یار کی طرف پیرے۔سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی رہے رسول اللہ ﷺ صدیق اکبر کی طرف پیر کے تشریف لے گئے اور انہیں "گلے لگا کر" فرمایا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا یار ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ صاحبہ وبارک وسلم)"۔

☆...... خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں :

" کہ ہم خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم ﷺ میں حاضر تھے، ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت ،شفاعت انبیاء کے مانند ہو گی ---- ہم حاضر ہی تھے کہ ابو بکر صدیق نظر آئے سید عالم ﷺ نے قیام کیا اور صدیق اکبر کو پیار کیا اور" گلے لگالیا"

☆...... حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں ، حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ :

"میں نے حضور اقدس سید عالم ﷺ کو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور پر نور ﷺ نے ان سے مصافحہ فرمایا اور "گلے لگایا" اور ان کے دہن پر بوسہ دیا، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی کہ حضور ابو بکر کا منہ چومتے ہیں ؟ فرمایا اے ابو الحسن، ابو بکر کا مرتبہ میرے یہاں

ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ میرے رب تعالیٰ کے حضور"۔

☆...... حافظ ابو سعید "شرف المصطفیٰ ﷺ" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں :

"کہ حضور سرور عالم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا عثمان کہاں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اُٹھے۔ اور عرض کی : حضور میں حاضر ہوں---- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا- پاس آؤ -پاس حاضر ہوئے- حضور اقدس ﷺ نے "سینے سے لگالیا" اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔

☆......حاکم صحیح مستدرک میں بہ افادہ تصحیح اور ابو یعلی اپنی مسند اور ابو نعیم فضائل صحابہ میں اور برہان خجندی کتاب اربعین مسمیٰ بالماء المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ :

"ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین ﷺ میں حاضر تھے۔ حاضرین میں خلفاء اربعہ وطلحہ وزبیر عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اٹھ کر جائے اور خود حضور والا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اُٹھ کر تشریف لائے "ان سے معانقہ کیا" اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں"۔

حکم معانقہ :-

☆......ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ، وہ اپنے والد ماجد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما سے راوی ہیں کہ :

"حضور سید عالم ﷺ نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا جس کا کوئی بھائی ہو اسے چاہیئے اپنے بھائی سے "معانقہ کرے"

(اس حدیث میں علاوہ فعل کے مطلقاً حکم بھی ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو اپنے بھائیوں سے معانقہ کرنا چاہیئے)۔

☆...... حضور اقدس ﷺ نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا کہ عورت کہ حق میں سب سے بہتر کیا ہے۔ عرض کی کہ نا محرم شخص اسے نہ دیکھے "حضور نے گلے لگالیا" اور فرمایا۔ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ اَوْ كَمَا وَرَدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكَ وَسَلَّمَ۔

ان احادیث مبارکہ سے سفروبے سفر ہر صورت میں معانقہ کرنا ثابت ہے۔ اور سنت جب ادا کی جائے گی، سنت ہی ہو گی تاوقتیکہ خاص کسی خصوصیت پر شرع میں تصریحاً منع ثابت نہ ہو۔

جب انسان معانقہ کرتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ مصافحہ بھی ضرور کرتا ہے جس کیلئے حضور انور رحمت عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو اس کے ایسا کرنے سے اس کے گناہ جھڑتے ہیں----دونوں پر کل سو (۱۰۰) رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ننانوے (۹۹) اس کے لئے جس نے مصافحہ میں سبقت کی اور ایک دوسرے ساتھی کیلئے جس سے مصافحہ کیا گیا"

ایک اور مقام پر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں پھر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے قبل ان کی مغفرت ہو جاتی ہے"

شیخ المشائخ علامہ مقدسی علیہ الرحمہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ جس نے کسی مسلمان سے مصافحہ کیا اور بوقت مصافحہ درود شریف پڑھا تو اس کے گناہوں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا----

(رسالہ سعادۃ الاسلام)

الغرض فقیر نے "قادم سفر" کے علاوہ بھی حضور اکرم ﷺ، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مصافحہ اور معانقہ کرنا احادیث سے ثابت کر دیا ہے جس سے عید پر معانقہ اور مصافحہ کرنا جائز ہی نہیں بلکہ باعث خیر و برکت اور مغفرت کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

(ماخوذ وشاح الجیّد فی تحلیل معانقۃ العید از امام احمد رضا)

فاضل بریلوی کا امتیازِ فکر

از - پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

امام احمد رضا موحد تھے ----ان کے خیال میں توحید یہ نہیں تھی کہ محبوبان خدا سے پیٹھ پھیر کر اللہ کے آگے سر نیاز خم کیا جائے ----ان کے نزدیک مقام محبوبیت میں محبوبان خدا غیر نہیں ----ابلیس اس نکتہ کو نہ سمجھا اور مارا گیا ---- اگر اللہ کو ایک ماننا اور صرف وصرف اس کے آگے جھکنا توحید کا حقیقی مفہوم ہوتا تو ابلیس نہ مارا جاتا بلکہ اس کو انعام سے نوازا جاتا اور سب سے بڑا موحد تصور کیا جاتا ---- تحقیر وتذلیل آدم پر وہ مردود ٹھرا اور مقام عظمت سے گرا کر ذلت وخواری کی پستیوں میں دھکیل دیا گیا۔

امام احمد رضا کے خیال میں توحید یہ ہے کہ محبوبان خدا کی محبتوں اور عظمتوں سے دل کو آباد کر کے پھر اللہ کے آگے جھکا جائے کہ ویران دل جھکنے کے قابل ہی نہیں ----

امام احمد رضا کے فکر و شعور پر اللہ چھایا ہوا تھا ----وہ فکر وحیات کے ہر گوشے میں اللہ کی جلوہ گری دیکھنا چاہتے تھے ---- طبعیات، فلکیات، سیاسیات، معاشیات، غرض علم کی ہر شاخ اسی ایک اصل سے پھوٹ رہی ہے تو پھر اس کا ذکر کیوں نہ ہو؟ ہمارے صفحات اس کے ذکر سے خالی کیوں ہیں؟ ----ہم نے اس کو کیوں بھلا دیا؟۔ جس نے زندگی دی، جس نے علم دیا ---- جس نے بولنا سکھایا---- جس نے قلم پکڑنا بتایا ----جس نے قلم چلانا سکھایا---- جس کے احسان سے انسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا---- پھر ایسا احسان فراموش کیوں ہو گیا کہ اپنے منعم کو بھول گیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ سب کچھ خود ہی ہو رہا ہے ---- نہ طبعیات میں اللہ کا ذکر ہے ---- نہ کیمیا میں اللہ کا ذکر ----نہ نباتیات میں اللہ کا ذکر ہے ---- نہ حیاتیات میں اللہ کا ذکر ---- نہ معاشیات میں اللہ کا ذکر ----امام احمد رضا کا کہنا تھا کہ کوئی علم وفن اس کے ذکر سے خالی نہ ہونا چاہئے ---- یہ ایک ایسا انقلابی خیال تھا کہ اگر اس پر عمل کیا جاتا تو دل ودماغ اس طرح ویران نہ ہوتے جس طرح آج ویران ہیں ---- امام احمد رضا کا

اصرار تھا کہ ہر کتاب میں اس کا ذکر ہونا چاہیے تاکہ پڑھنے والا شعور بندگی لے کر ابھرے ---- جس کو بندگی کا شعور آگیا، اسے زندگی کا شعور آ گیا ---- جو بندگی سے بے خبر ہے وہ خود زندگی سے بے خبر ہے ---- اور ہاں امام احمد رضا نے ہر علم و فن میں لکھا لیکن کہیں اپنے آقا و مولا کو فراموش نہ کیا۔ جو کچھ کہا، کر دکھایا اور آنے والوں کو سبق دے دیا۔

اللہ کے خیال نے اور اللہ کی یاد نے انہیں ایسا مخلص بنادیا تھا کہ ان کے اخلاص کو دیکھ دیکھ کر انبیاء علیہم السلام کا اخلاص یاد آتا تھا ---- ان کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ ایسے ایسے فتوے لکھے اور ایسے ایسے رسالے اور کتابیں لکھیں جن کے سامنے دور جدید کے تحقیقی مقالات ہیچ نظر آتے ہیں، مگر ایک پائی نہ لی ---- تقریر کی مگر ایک پیسہ نہ لیا ---- تعویزات دیئے مگر ایک کوڑی نہ لی ----وہ اخلاص کا پیکر تھے انہوں نے جو کچھ کیا اللہ کے لئے کیا ---- جو کچھ کہا اللہ کے لئے کہا ---- ان کی دوستی بھی اللہ کیلئے تھی ان کی دشمنی بھی اللہ کے لئے ----انہوں نے کبھی نماز باجماعت ترک نہ کی ---- سفر و حضر میں انہوں نے نماز باجماعت کا اہتمام رکھا ---- مرض الموت میں بھی ان کو نماز یاد رہی ---- سکرات میں بھی وہ اللہ کو یاد کرتے رہے ---- اور یاد کرتے کرتے جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کی۔

یہی اللہ کی محبت تھی جس نے ان کو اللہ کے محبوب کا شیدائی بنا دیا ---- وہ محبت مصطفیٰ اور عشق رسول ﷺ کو مسلمانوں کی ملی زندگی میں بنیادی حیثیت دیتے ہیں ---- قومیں عشق ہی سے زندہ رہتی ہیں ---- ملت مسلمہ بھی عشق ہی سے زندہ ہوئی ---- عشق ہی سے زندہ رہی ---- عشق ہی سے زندہ رہے گی ---- عشق جتنا محکم ہوگا، زندگی اتنی پائندہ ہوگی ----امام احمد رضا محبت کی موت کو ملت کی موت سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے محبت کی خاطر ملک گیر تحریک چلائی ----دلوں کو مرنے نہ دیا ----زندہ رکھا ---- ان کو معلوم تھا عشق و محبت نے صحابہ کرام کو سرفراز کیا ----وہ عشق مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ساتھ علم مصطفیٰ ﷺ کا بھی پرچار کرتے تھے ---- ان کا کہنا تھا کہ دنیا جہاں کے علوم قرآن میں ہیں ---- قرآن سینہ مصطفیٰ ﷺ میں، تو پھر سینہ مصطفیٰ ﷺ میں دنیا جہاں کے علوم کیوں نہیں؟ ----ان کے نزدیک علوم "ما کان وما یکون" سے باخبری حضور ﷺ کی نبوت کا سب سے بڑا امتیاز تھا ----ڈاکٹر اقبال بھی امام احمد رضا کی تائید کرتے ہیں اور علوم غیبیہ کو نبوت کا امتیاز خاص قرار دیتے ہیں ----

امام احمد رضا کے پیش نظر شریعت مصطفوی تھی ----دوست یا دشمن جس نے بھی شریعت کے خلاف قدم اٹھایا، انہوں نے سخت گرفت کی اور پوری قوت سے اس کی مزاحمت کی ---- ان کے سامنے شخصیات نہیں بلکہ شریعت تھی ----انہوں نے شریعت کو پیمانہ بنایا ----یہی ان کی فکر کا امتیاز خاص ہے ----

امام احمد رضا

اور

پانی کی رنگت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز عظیم مفسر، محدث فقیہہ، مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سائنسدان بھی ہیں۔ آپ کو سائنس کے تمام علوم وفنون میں کمال مہارت حاصل ہے۔ آپ ہر علم وفن پر اس طرح بحث کرتے ہیں کہ جیسے برسوں سے اس علم کی تحقیق میں مصروف ہیں۔ بحث کے وقت تحقیق کی تمام ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ آپ ماقبل زمانہ کی تمام تحقیق کو پہلے یکجا کرتے ہیں، اس پر بحث کرتے ہیں اگر اقوال میں تضاد ہو تو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی سہو نظر آئے اس کی تصحیح کرتے ہیں، مزید دلائل کے ساتھ اس کو مزین کرتے ہیں پھر اپنی تجاویز، مشاہدات اور نظریات بھرپور دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں یہاں ہم امام احمد رضا کی تحقیق کا ایک نمونہ پیش کررہے ہیں۔

مسئلہ یہ تھا کہ: "آب مطلق کہ وضو و غسل کے لئے درکار ہے اسکی کیا تعریف ہے اور آب مقید کسے کہتے ہیں"

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۴۰۷ مکتبہ رضویہ کراچی)

اول آپ نے ایک ضخیم رسالہ بعنوان

"النور والنورق لاسفار الماء المطلق" ۱۳۲۴ھ

(آب مطلق کا حکم روشن کرنے کے لئے نور اور رونق)

لکھا جو فتاویٰ رضویہ کے 150 صفحات پر مشتمل ہے ۔آپ نے اس رسالے کو ۵ ابواب پر تقسیم کیا :۔

(۱) اول جزئیات منصوصہ

(۲) تعریف مطلق ومقید

(۳) ضوابط جزئیہ متون

(۴) ضوابط کلیۃ متاخرین

(۵) جزئیات جدیدہ کے احکام

فصل خاص جزئیات جدیدہ میں امام احمد رضا فقہ کی کتب سابقہ سے ۳۰۷ جزئیات آب مطلق اور آب مقید کا ذکر کرنے کے بعد اپنی معلومات اور مشاہدات کی روشنی میں ۴۳ جزئیات کا اضافہ فرماتے ہیں۔ اسی فصل کے اندر فوائد کے تحت آپ کے بہت سے اقوال موجود ہیں جو آب مطلق و مقید ہونے کے سلسلے میں ہیں۔ وضوو غسل کے سلسلے میں پانی کی تین شرائط ضروری ہیں : اول رنگ، دوم بو، اور سوم ذائقہ، تینوں میں سے ایک یا تینوں چیزیں پانی میں پائی گئیں تو غسل اور وضو اس پانی سے نہیں ہو سکتا اور تین اوصاف سے صرف پانی رنگ سے متعلق امام احمد رضا کے نظریہ اور تحقیق کو یہاں اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ بحث بہت طویل ہے اور بہت ممکن ہے کہ اختصار کی صورت میں بعض قارئین کو تشنگی محسوس ہو تو اس سلسلے میں فتاویٰ رضویہ جلد اول کے مذکورہ صفحات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

یہاں اختصار کے ساتھ پانی کی رنگت سے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ پیش کیا جارہا ہے۔

پانی کی تعریف

پانی ایک لطیف (سیال) چیز ہے جو تیزی سے متاثر ہوتا ہے لہذا جو چیز پانی کے اوصاف کے خلاف ہو گی وہ مقدار میں پانی کے مساوی ہونے سے قبل ہی پانی پر اثر انداز ہو جاتی ہے اور پانی کے اوصاف (رنگ، بو، ذائقہ) کی تبدیلی کے لئے پانی کی مقدار (اسی شئے) کے برابر ہونا ضروری نہیں، نیز تبدیلی کا عمل سب سے پہلے پانی کے کمزور وصف (Character) میں ہو گا لہذا جو چیز رنگ اور ذائقہ میں پانی کی مخالف ہو گی وہ پہلے پانی کے رنگ کو اور اس کے بعد ذائقہ کو تبدیل کرے گی۔ لہذا اگر پانی میں ملنے والی چیز صرف رنگ میں مخالف ہے تو پانی پر اس کا غلبہ صرف رنگ کے تبدیل ہونے سے ظاہر ہو جائیگا اور اگر وہ چیز غلبہ کی صورت میں پانی کا رنگ تبدیل نہ کر سکے تو ذائقہ کو ہرگز تبدیل نہ کر سکے گی ----لہذا جب پانی کا رنگ تبدیل نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ

ابھی تک پانی میں تبدیلی کا کوئی سبب نہیں پایا گیا ----اور جب تبدیلی کا کوئی عمل ظاہر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک وہ چیز مغلوب ہے اور پانی غالب ہے اس لئے تبدیلی کے ظہور کے لئے صرف رنگ کو معیار قرار دیا گیا ہے----ہاں اگر کوئی چیز رنگ میں پانی کی مخالف نہ ہو تو اجزاء میں غلبہ کے باوجود اس کے ملنے پر پانی کا رنگ نہیں بدلے گا تو اس صورت میں ذائقہ کا اعتبار ہو گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم (جدید) ص ۲۲۹-۲۳۰ لاہور)

پانی کے رنگ کے متعلق علما کا موقف

بعض علماء کا خیال ہے کہ پانی بے لون (رنگ) ہے اور خود کوئی رنگ نہیں رکھتا۔

احمد بن ترکی مالکی نے "شرح جواہر ذکیہ" میں رنگ سے متعلق یہ تعریف کی ہے :

"پانی ایسا لطیف بہنے والا جوہر ہے جس کا اپنا کوئی رنگ نہیں بلکہ برتن کے رنگ سے رنگدار دکھائی دیتا ہے"۔ (ص ۲۳۵)

امام احمد رضا فرماتے ہیں :۔

"میں کہتا ہوں کہ ان پر لازم تھا کہ وہ یوں تعریف کرتے کہ اس میں ملنے والی چیز سے رنگ دار ہوتا ہے"

اس رسالے کے محشی کے حوالے سے فرماتے ہیں "پانی کے شفاف ہونے کی وجہ سے برتن کا رنگ اس میں ظاہر ہوتا ہے جب سبز برتن میں ڈالیں تو سبزی پانی کو نہیں لگتی (یعنی سبز رنگ اختیار نہیں کرتا) بلکہ وہ رقت (صفت) کی بنا پر برتن کے رنگ کے لئے حاجب (آڑ) نہیں بنتا"

(فتاویٰ رضویہ ص ۲۳۶)

امام احمد رضا پانی کے بے رنگ موقف کے سلسلے میں "شرح مواقف" سے بھی ایک حوالہ نقل کرتے ہیں :۔

"برف شفاف اجزاء سے مرکب ہے اس کا کوئی رنگ نہیں ہے بلکہ وہ پانی کے باریک اجزاء ہیں"

امام احمد رضا اس موقف کی وضاحت بیان کرتے ہوئے اپنا خیال پیش کرتے ہیں کہ شاید کوئی خیال کرے کہ اجزاء باریک ہونے کے باعث کوئی رنگ نہ رکھتے ہوں تو ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"ایسا ہرگز نہیں کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے بخارات میں رنگ ظاہر ہوتا ہے

اور یہ رنگ پانی کے اجزاء کا ہی رنگ ہے
حالانکہ یہ اجزاء برف کے اجزاء سے زیادہ
باریک ہیں یہی وجہ ہے کہ برف اوپر سے گرتی
ہے (اجزاء بخارات سے بھاری ہیں) اور
بخارات اوپر کو اٹھتے ہیں۔ باریک اجزاء اگر
علیحدہ ہوں تو نظر نہیں آتے تو اس کا رنگ
کیسے نظر آئے گا اور چھوٹے اجزاء جب جمع
ہوں تو نظر آتے ہیں تو ان کا رنگ بھی نظر
آئے گا جیسا کہ بخارات اور دھویں میں"

(ص ۲۳۶)

امام احمد رضا پانی کے رنگ کے قائل ہیں اور امام فخر الدین رازی سمیت کئی فقہا کے اس موقف کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ پانی کا رنگ دار ہونا، احادیث میں بھی آیا ہے یہاں صرف ایک حدیث نقل کی جاتی ہے:۔

بیشک پانی پاک ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں
بناتی مگر وہ چیز جو پانی کی بو، ذائقہ اور رنگ پر
غالب ہو جائے (ابن ماجہ)

اس کے بعد فقہا کے اقوال پانی کے رنگ سے متعلق نقل کئے ہیں یہ بتاتے ہوئے کہ فقہا کا پانی کے رنگ کے بارے میں اختلاف ہے۔

یوسف بن اسمٰعیل مالکی حاشیہ عثماویہ سے نقل کرتے ہیں:۔

"پانی کا جو رنگ نظر آتا ہے وہ "سفید" ہے اس
کی شہادت حدیث سے بھی ملتی ہے جس میں
پانی کی صفت میں کہا گیا ہے کہ وہ دودھ سے
زیادہ سفید ہے اور اس حقیقت پر یہ بات بھی
دلالت کرتی ہے کہ پانی جم کر جب برف کی
صورت میں زمین پر گرتا ہے تو اس کا رنگ
انتہائی سفید نظر آتا ہے"

فتاویٰ رضویہ (جدید) ص ۲۳۸ جلد ۲)

امام احمد رضا پانی کے سفید رنگ نہ ہونے پر اپنے استدلال پیش کرتے ہیں:۔

(۱) پانی کا رنگ سفید نہیں ولہذا آبی رنگ اس کو کہتے ہیں کہ نیلگونی کی طرف مائل ہو۔

(۲) سفید کپڑے کا کوئی حصہ دھویا جائے جب تک خشک نہ ہو اس کا رنگ سیاہی مائل رہے گا یہ پانی کا رنگ نہیں تو کیا ہے۔

(۳) دودھ جس میں پانی زیادہ ملا ہو سفید نہیں رہتا بلکہ نیلاہٹ لے آتا ہے۔

(۴) بعد انجماد کوئی نیا رنگ پیدا ہونا اس پر دلیل نہیں کہ یہ اس کا اصلی رنگ ہے مثلاً خشک ہونے پر خون

سیاہ ہو جاتا ہے۔

بعض فقہانے پانی کا رنگ سیاہ بھی بتایا ہے اور اس پر ایک حدیث سے سند بھی لائے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :۔

"اے میرے بھانجے خدا کی قسم ہم ایک ہلال دیکھتے پھر دوسرا اور پھر تیسرا، دو مہینوں میں تین چاند اور کاشانہ ہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوتی، عروہ نے عرض کی اے خالہ پھر اہل بیت کرام ان مہینوں میں کیا کھاتے تھے؟ فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی" (صحیحین)(ص ۲۴۳)

امام احمد رضا اسی حدیث کی روشنی میں پانی کی رنگ سیاہ نہ ہونے کی توجیہ بیان کرتے ہیں کہ :۔

"حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجور کو غالب قرار دے کر پانی کو سیاہ فرمایا کیونکہ کھجور خوراک ہے اور پانی مشروب ہے اور خوراک کو مشروب پر فضیلت ہونے کی وجہ سے کھجور کو پانی پر غلبہ ہے یا اس لئے پانی کو سیاہ فرمایا کہ اس وقت ان کے پانی والے برتن گہرے رنگ دار ہونے کی بناء پر غالب طور پر سیاہ ہوتے تھے۔" (ص ۲۴۴)

آخر میں پانی کے حقیقی رنگ سے متعلق اپنے مشاہدات ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں :

"حقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اس کا رنگ سپید بھی نہیں بلکہ میلا مائل گونہ سواد خفیف ہے اور وہ صاف سپید چیزوں کے بمقابل آکر کھل جاتا ہے جیسا کہ ہم نے سفید کپڑے کا ایک حصہ دھونے اور دودھ میں پانی ملانے کی حالت بیان کی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم" (ص ۲۴۵)

الحاصل امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کے نزدیک پانی نہ خالصتاً سیاہ ہے اور نہ دودھ کی طرح سفید بلکہ ہلکا سیاہی مائل ہے جس کو Grey رنگ کہا جا سکتا ہے اور عام طور پر پانی کو Colorless یعنی بے رنگ سمجھا جاتا ہے مگر یہ صحیح نہیں کوئی نہ کوئی رنگ ضرور ہے اور امام احمد رضا کی تحقیق اس کو سیاہ اور سفید کے درمیان ثابت کرتی ہے لہذا، پانی کا رنگ ہے اور یہ رنگ ہلکا سرمئی بھی کہا جا سکتا ہے۔

(ماخوذ، فتاویٰ رضویہ اول صفحہ ۴۰۷ مطبوعہ کراچی)

تحقیق ، امام احمد رضا محدث بریلوی

اور

مرتبہ ، اقبال احمد اختر القادری

وجود آسمان :-

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صدہا آیتیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھواں ہونا، بستہ چیز پھر رب العزت کا اسے جدا جدا کرنا، پھیلانا، سات پرت بنانا، اس کا چھت ہونا، اس کا نہایت مضبوط مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا اور روز قیامت اس کا شق ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ ان کا انکار نہیں کر سکتے مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے نیز قرآن عظیم میں جابجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہم کو نظر آرہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا بھی رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آسکتے، یہ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کرۂ بخار ہے ان (نصرانیوں اور ان یونانیوں) سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیہ کریمہ کافی ہے کہ

"الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر۔"

(الملک : ۱۴)

"کیا وہ نجانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار بنانے والا"

جو فرمارہا ہے وہ تو نہ مانا جائے اور دل اور سمجھ کے اندھے جو اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ سنی جائیں۔ اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بائبیل جو اب نصاریٰ کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان و زمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے، رہی دلیل عقلی۔ ذرا انصاف درکار ہے۔ اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کہے یہ

معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ مراد ہو کہ ہے، اس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے۔ یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہو گی. آفتاب جسے نصاریٰ بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے۔ اور نگاہ کی غلطی نہیں، غرض محسوسات سے بھی امان اٹھ کر دین و دنیا کچھ قائم نہ رہیں گے عناد یہ کا مذہب آجائے گا۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخوذ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۱۶)

تشریح افلاک :-

ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ، بلکہ خود کواکب بامر الٰہی و تحریک ملائکہ آسمانوں میں دریامیں مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ کل فی فلک یسبحون (یٰسین : ۴۰)

(۲) وقال اللہ تعالیٰ. والشمس تجری لمستقرلھا۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ (یٰسین : ۳۸)

(۳) وقال تعالیٰ، سخرلکم الشمس والقمر دائبین (ابراہیم : ۳۳)

(۴) وقال تعالیٰ، کل یجری لاجل مسمی (فاطر : ۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے----

"ہر ستارہ ایک آسمان میں تیرتا ہے"

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے----

"سورج اپنے مستقر کے لئے جاری ہے یہ غالب علم والے کا حساب ہے"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے----

"سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر فرمایا جو مسلسل چل رہے ہیں"

اور فرمایا----

"مقررہ وقت کے لئے سب حرکت میں ہیں"

ہمارے نزدیک زمین متحرک ہے نہ آسمان۔

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ۔ (فاطر :۴۱)

"بے شک روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں کو کہ ہٹ نہ جائیں اور جو ہٹیں تو خدا کے سوا انہیں کون روکے۔"

حضرت سعید بن منصور اپنی سنن اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اپنی تفاسیر شفیق سے راوی ہیں۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ حضرت کعب کا کہنا ہے کہ آسمان چکی کے پاٹ کی طرح ایک کیل میں، جو ایک فرشتہ کے کندھے پر ہے

گھوم رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کعب غلط کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے آسمان و زمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے اور حرکت کے لئے ٹلنا ضروری۔"

عبد بن حمید قتادی سے راوی ہیں کہ :

"حضرت کعب احبار فرماتے تھے کہ آسمان چکی کی طرح کیلے پر گھوم رہا ہے۔ حذیفتہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا ۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے آسمان و زمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے۔"

ان دونوں حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعۃ سید نا عبداللہ بن مسعود حضرت صاحب سر رسول اللہ ﷺ و سید نا حذیفتہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے عرض کی گئی ، کعب کہتے ہیں آسمان گھومتا ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا غلط کہتے ہیں۔ اور وہی آیت کریمہ اس کے رد میں تلاوت فرمائی۔

(امام احمد رضا فرماتے ہیں) "میں کہتا ہُو کہ کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ زوال تو حرکت اینیہ کو کہتے ہیں لیکن بزرگ ترین صحابہ ہم سے زیادہ قرآن کی تفسیر کو جاننے والے تھے ان کے کہے ہوئے کو (رضی اللہ عنہم) وہ شخص رد نہیں کرے گا جسے خدا نے نور بصیرت دیا۔ اللہ ان کے صدقہ میں ہمیں بھی انہیں کے ساتھ کرے "۔ (آمین)

سبع سیارہ کا بیان

قال اللہ تعالیٰ "الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ "(اعراف : ۵۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورج ، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔

اور " **کل فی فلك** " سے بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ اس میں سات حرف ہیں اپنے نفس پر دائر اور یزین کا بیان تو بکثرت فرمایا خاص متحیرات خمسہ کا ذکر **فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس** میں ہے۔ میں قسم یاد فرماتا ہوں دبک جانے والوں ، چلنے والوں کی ، یہ ان کے وقوف استقامت و رجعت کا بیان ہے کہ سیدھے چلتے ہیں۔ پھر ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر پیچھے ہٹتے ہیں پھر ٹھہرتے ہیں ، پھر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو متحیرہ کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم تفسیر میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے **فلا اقسم بالخنس** کی تفسیر میں راوی ہیں۔

قال خمسته النجم زحل و عطارد والمشتری و بہرام و الزہرۃ لیس فی الکواکب شئی یتطع المجرۃ غیر ھا۔

"وہ پانچ ستارے ہیں۔ زحل ، عطارد ، مشتری ، مریخ زہرہ ، کوئی ستارہ ان کے سوا کہکشاں کو قطع نہیں کرتا۔

یعنی ثوابت میں جو کہکشاں پر ہیں وہ وہیں ہیں جو اس کے ادھر ادھر ہیں۔ وہ وہیں ہیں ان کی حرکت طبیعہ خفیفہ خفیہ ایسی نہیں کہ ابھی کہکشاں سے ادھر تھے چند ہی مدت میں اس پار چلے گئے۔ یہ شان انہیں پانچ نجوم کی ہے۔ واللہ اعلم (ماخوذ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۱۶۹۔ ۱۷۰)

پروفیسر احمد یوسف اینڈریوز لکچرار، ڈربی یونیورسٹی، برطانیہ
(مترجم، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی)

امام احمد رضا
اور برطانوی نومسلم

امام احمد رضا کی حیات اور کار نمایاں پر لکھنا میرے لئے بڑے شرف و سعادت کی بات ہے۔ اس مقالے کے توسط سے میں اپنے مسلم برادران سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کے کار نمایاں نے نومسلموں کو اسلام کو سمجھنے میں کس حد تک آسانی عطا کی ہے اور ان کی حیات اور کار نمایاں کی روشنی میں اس بات کی تشریح کروں گا کہ برطانوی نو مسلم کو وہ کس طرح مستفیض کرتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ رضا اکیڈمی، اسٹاک پورٹ نے برطانیہ میں حالیہ سالوں میں دامن اسلام میں پناہ لینے والے نو مسلموں تک امام احمد رضا کی تعلیمات کو کس حد تک پہنچایا ہے، بعدہ، میں اپنے اصل موضوع پر آؤں گا۔ یعنی اس عظیم شخصیت کے موضوع پر جو اہل اسلام کا امام ہے اور اعلیٰ حضرت کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حیات امام احمد رضا خاں :-

برطانوی مورخ کینتھ جونس کے مطابق امام احمد رضا کا خاندان افغانستان سے ہندوستان ہجرت کر کے دربار مغلیہ سے وابستہ ہو گیا اور آخر میں بریلی کے نزدیک ایک ریاست میں سکونت پذیر ہوا۔

امام احمد رضا کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت کے ساتھ علم فقہ اور اپنے تقویٰ میں بہت مشہور تھے۔ ان کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ ایک طوائف مشرف با اسلام ہو گئی تھی اور بے شمار بدکار شخص برائیوں سے تائب ہو کر

نیک مسلمان بن گئے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے اور انگریزوں کے ظلم و ستم کے دور میں وہ اور امام احمد رضا کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب بھی اپنی اعلیٰ ذہانت کے لئے بہت مشہور تھے۔ انہوں نے تقویۃ الایمان کے جواب میں ایک کتاب بھی لکھی تھی اور امکان نظیر کے مسئلہ پر بھی ان کی تصنیف بہت ہی گراں قدر تھی۔ وہ سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔

اعلیٰ حضرت کسی مدرسے میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے گھر پر ہی تعلیم حاصل کی۔ بعض علوم پر انہوں نے اپنی محنت سے عبور حاصل کیا۔ ان کا علم دراصل علم لدنی (وہبی) تھا نہ کہ کسبی اور بلا شبہ یہ اللہ کا فضل عظیم تھا۔

آپ ۱۸۵۶ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کی ولادت کی گھڑی اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک تھی۔ اس حقیقت کو بچپن ہی سے ان کی بے پایاں ذہانت اور قوت حافظہ نے عیاں کر دیا تھا۔ مزید بر آں انہوں نے ابجد کے حساب میں ابتدائی قابلیت حاصل کر کے ریاضی میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ یہاں تک کہ اپنے وقت کے مانے ہوئے ریاضی داں، علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے لاینحل مسئلہ ریاضی کو حل فرمایا جس کے حل کے لئے وہ یورپ کا سفر کرنے والے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی اس علمیت کو دیکھ کر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد ایک دیندار انسان بن گئے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی عبقریت کی وجہ سے شہرت پائی۔ بالخصوص فقہ میں مہارت اور زبر دست قوت حافظہ کے سبب۔ انھیں تمام جزئیات ازبر تھیں اور وہ کسی بھی وقت بغیر کسی کتاب کی مدد سے ہر مسئلے کا جواب دیدیا کرتے تھے جو بلکل درست ہو تا تھا۔ آپ اپنی فصاحت اور ادب میں کمال کے سبب بھی مشہور تھے۔ مختلف زبانوں پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت کی ابتدائی زندگی محیر العقول واقعات سے پر ہے۔ آپ نے چار سال کی عمر میں منبر مسجد پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھی تھی۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے تقویٰ کا مظاہرہ بچپن ہی سے شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ کم عمری سے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے ۱۴ سال کی عمر سے فتویٰ لکھنا شروع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ پہلے حج و زیارت کو گئے اور وہاں شافعی امام نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ "احمد رضا کے چہرے میں "میں نے اللہ کا نور دیکھا"۔ انہوں نے آپ کو قادری

سلسلہ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ آپ نے جب پہلا حج ادا کیا آپ بالکل نوجوان تھے، لیکن جب فریضہ حج کی ادائیگی کر کے ہندوستان لوٹے تو ایک عظیم دینی پیشوا کی حیثیت آپ کو حاصل ہو گئی۔ علمائے حرمین طیبین نے آپ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی اور اللہ نے آپ کو بر صغیر کے بد مذہبوں کی سر کوبی کیلئے منتخب فرمایا تھا۔

اسی دور میں آپ نے مانے ہوئے عالم مولانا عبدالحق خیر آبادی کے سامنے منطق میں اپنی قابلیت کا مظاہرہ فرمایا اور جب انہوں نے آپ کے شغل کے بارے میں دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا "فتویٰ نویسی اور رد وہابیت"۔ اور مزید فرمایا کہ وہ گستاخان مصطفیٰ (علیہ السلام) کو شکست دیتے ہیں، اس طرح انہوں نے شروع سے ہی سنت اور ناموس رسالت کی حفاظت نیز ان کی عظمت و رفعت اور تقدیس کو اجاگر کرنے کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا۔

وہ اپنے طلبہ پر بہت مہربان اور شفیق تھے وہ عید پر اپنے شاگردوں کو عیدی تقسیم فرماتے تھے۔ ان کی خدمت میں ملک کے ہر گوشے سے طلبہ آتے تھے اور وہ ان کے واسطے ان کی مرغوب غذا کا اہتمام فرماتے تھے۔ بنگالیوں کے لئے مچھلی، مٹھائی، چاول اور کباب بہاریوں کے واسطے اور افغانیوں و پنجابیوں کے لئے گوشت اور تنوری روٹیاں۔ خاص خاص مواقع پر وہ عزیزوں اور متعلقین کو کپڑے بھی دیتے تھے اور سادات کرام کا خصوصی احترام فرماتے تھے۔ ایک بار ایک سید صاحب کے لئے وہ صندوق اٹھا کر لے آئے جس میں وہ اپنی ضروریات کے لئے دو صد روپے ماہوار رکھا کرتے تھے۔ سید صاحب نے اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق صرف چونّی لی بقیہ چھوڑ دیا۔

اعلیٰ حضرت نے ابتداء میں روہیلکھنڈ ڈویژن کے بریلی اور بدایوں شہروں نیز صوبہ متحدہ (اتر پردیش) اور پنجاب کے مواضعات و قصبات کے علماء میں پٹھانوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ ڈاکٹر مٹکاف (۱۹۸۲ء) کے مطابق وہ اور ان کے پیروؤں نے بد مذہب تحریک کے بر خلاف رسول کونین ﷺ کے شان تقدیس کی حفاظت فرمائی اور اس وجہ سے وہ، ان کے تلامذہ، خلفاء اور ساتھی علماء کی حیثیت "اہل سنت والجماعت" پہچان بن گئی جو دراصل سواد اعظم ہے۔

انہوں نے سیرت نبوی پر سولہ (۱۶) کتابیں اور نعتیہ اشعار تصانیف فرما کر نبی امّی ﷺ کے ادب و احترام پر بھی تصانیف رقم فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے ثابت کیا کہ پیارے رسول ﷺ بشر تھے، لیکن ان کی

بشریت دوسرے انسانوں سے مختلف تھی، انہیں غیب اور حقیقت روح کا علم تھا۔

اعلیٰ حضرت نے پیارے نبی ﷺ کی کسی بھی تنقیص و تنقید کو برداشت کیا نہ اس کی اجازت دی۔ قران و حدیث سے ان کی عصمت و عظمت ثابت کی۔ میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مقدس موقع پر اعلیٰ حضرت قیام فرما کر سرکار ﷺ کے فضائل و مناقب بیان کرتے۔ انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی 'ب' سے حضور ﷺ کی مدح فرمائی۔ حضور کے لئے ان کی محبت لائق دید تھی۔ وہ سچے عاشق رسول تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے فرمایا:

"میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پر لکھا ہوگا لاالہٰ الاّ اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ (عزوجل ﷺ)"

وہ رسول کونین کی محبت اور احترام کے حوالے سے حضور کے روضہ اقدس کی زیارت کرکے آنے والے حجاج کرام کے پیر چومتے تھے۔

حضور ﷺ کی نسبت سے اعلیٰ حضرت سادات کرام کا ازحد احترام کرتے۔ عید کی مبارکباد سب سے پہلے سید کو پیش کرتے اور دست بوسی کرتے سید کو میلاد وغیرہ کے موقع پر شیرنی کا دوہرا حصہ دیتے۔ وہ شریف مکہ پر تنقید کی جسارت کرنے والے کو تنبیہہ فرماتے۔ اس لئے کہ شریف مکہ سید تھے۔ مزید براں فاتحہ و عرس کی تقاریب کی محفلوں میں سادات کرام کو صف اول میں جگہ دیتے۔

اعلیٰ حضرت اولیاء کرام کا احترام فرماتے تھے۔ انہوں نے بعد از مرگ ان کی حیات قرآن و حدیث سے ثابت کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں بھی ہماری فریاد سنتے ہیں اور رب قدیر سے ہماری مرادیں پوری کراتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیف "حیات الاموات" میں وضاحت فرمائی ہے کہ اولیائے کرام اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں اور صرف اپنے مزار پر نہیں بلکہ ہر جگہ استعانت فرما سکتے ہیں۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ جمعرات کو خاص طور سے اولیاء کرام کا تصرف قوی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس روز عام مردے کی روح بھی جہاں چاہتی ہے جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی دوسری تصنیف "الامن والعلیٰ" میں ہر عہد میں اولیائے کرام کی حکومت اور تصرف ثابت کیا ہے۔ انہوں نے صرف پردہ فرما جانے والے اولیاء سے ہی توسل نہیں ثابت کیا ہے بلکہ زندہ ولیوں سے بھی توسل و استعانت ثابت کی ہے۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

رپورٹ: ذیشان احمد قادری

> حجتہ الاسلام علامہ حامد رضا علیہ الرحمتہ شریعت و سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ (مفتی علی نعمانی)

حضرات اہل اللہ کی نشانی ہے کہ جب بھی کوئی انہیں دیکھے تو اسے اللہ یاد آجائے اور یہ صفت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند حجتہ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ میں بہت نمایاں تھی۔ وہ شریعت و سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے جو انہیں ایک بار دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا ان خیالات کا اظہار علامہ مفتی ظفر علی نعمانی نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کے تحت (نائب صدر ادارہ) حاجی شفیع محمد قادری کی رہائش گاہ پر منعقدہ "عرس حامدی" کی تقریب سے خطاب کے دوران کیا انہوں نے کہا کہ حجتہ الاسلام سنت رسول ﷺ کے سخت پابند تھے اور اسی پابندی نے ان کے اندر روحانی کمالات بھر دیئے تھے اس موقع پر ماہر رضویات علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے بھی خطاب کیا

> وہ عربی و فارسی پر بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ (ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

جب کہ تقریب کا آغاز مولانا سرفراز احمد اختر القادری کی تلاوت قرآن پاک اور ہدیہ قصیدہ بردہ شریف سے ہوا، اس موقع پر ماہر رضویات علامہ ڈاکٹر محمد مسعود

حجتہ الاسلام، امام احمد رضا کے مظہر کامل تھے (وجاہت رسول قادری)

احمد نے کہا کہ حضرت حجتہ الاسلام صرف ایک عالم ہی نہیں تھے۔ بلکہ عالم گر تھے اور وقت کے ایک جلیل القدر عالم باعمل بھی تھے ۔ امام احمد رضا کی کتاب "الدولتہ المکیہ" کا ترجمہ حضرت حجتہ الاسلام کی عربی و اردو زبان ولغت پر کامل دسترس کا ثبوت ہے، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے کہا کہ حضرت علامہ حامد رضا خاں قادری رحمتہ اللہ علیہ کا تقویٰ مثالی تھا وہ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مظہر کامل تھے ان کا جذبۂ عشق رسول ﷺ اور روحانی جمال آج بھی ان کی آل اولاد میں باقی ہے۔ خانوادہ امام احمد رضا عالم اسلام میں عشق رسول ﷺ کی سوغات تقسیم کرتا چلا آرہا ہے، انہوں نے کہا کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا مقصد بھی ان اولیاء کرام کی میراث (عشق رسول ﷺ) کو عام کرنا ہے اس ضمن میں عنقریب ماہنامہ "معارف رضا" کا اجراء کیا جارہا ہے تقریب میں بادشاہی مسجد ٹھٹھ کے شاہی امام علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، مولانا حاجی شفیع محمد قادری، مولانا محمد اسرائیل نقشبندی، حاجی محمد حنیف رضوی، مولانا محمد مسرور احمد نقشبندی، مولانا حاجی عبداللطیف قادری، مولانا محمد سرفراز احمد اختر القادری، اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی، اختتام پر کلمہ طیبہ، ختم قادریہ پڑھا گیا، اور صلوٰۃ سلام پر اس مجلس خیر کا انجام ہوا۔

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، نے پاکستان کے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور سابق وفاقی وزیر تعلیم جسٹس (ر) سید غوث علی شاہ کو سندھ ہائیکورٹ میں پیشی کے وقت امام احمد رضا کی کتب کا تحفہ پیش کیا ہے (ادارۂ)

کتبِ نو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

☆......☆......☆......

نام............**حدائق بخشش** (جدید ایڈیشن)

کلام............حسان الہند امام احمد رضا

تصحیح نو............ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی

صفحات............288 آفسٹ پیپر

ھدیہ............ -/45روپیہ

ناشر............ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۲۵، جاپان مینشن ریگل، صدر کراچی

☆......☆......☆......

نام............**کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن**

(مقالہ ڈاکٹریٹ)

از قلم............پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

صفحات............745 آفسٹ پیپر (جزبندی پکی بائیڈنگ)

ھدیہ............ -/300روپے پاکستانی (بیرون ممالک 10، ڈالر)

ناشر............ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان

☆......☆......☆......

نام............**شرح حدائق بخشش** (دوم)

شارح............علامہ فیض احمد اویسی رضوی

صفحات............432 آفسٹ پیپر (جزبندی پکی بائنڈنگ)

ھدیہ............ -/130روپیہ

ناشر............ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان

☆......☆......☆......

نام............**فضائل مدینہ طیبہ**

از قلم............علامہ فیض احمد اویسی

مرتبہ............اقبال احمد اختر القادری

صفحات............80 آفسٹ (رنگین سرورق)

ھدیہ............ -/10روپیہ (ڈاک ٹکٹ)

ناشر............ریاض احمد نقشبندی، R- 357/15-A.2، بفر زون نارتھ کراچی

☆......☆......☆......

نام............**سگ مدینہ**

تحریر............مولانا سرفراز احمد اختر القادری

صفحات............24 آفسٹ پیپر

ھدیہ............ -/8روپیہ (ڈاک ٹکٹ)

پتہ............اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ، 5-B-2، نارتھ کراچی

☆......☆......☆......

نام............**نذر کاوش** (بیاد، پروفیسر فیاض کاوش)

مدیر............قدرت اللہ بیگ

صفحات............80 نیوز پیپر

ھدیہ............ -/25روپے (ڈاک ٹکٹ)

پتہ............شرکت اسلامیہ، مسلم منزل، حمید پورہ کالونی نمبر 1 میرپور خاص

☆ ازافاضات، امام احمد رضا محدث بریلوی

قیامت کب آئیگی

☆ ترتیب، اقبال احمد اختر القادری

قیامت کب ہو گی اس راز کو تو رب کائنات عزوجل ہی جانتا ہے----

واحصی کل شئی عددا

(سورۃ الجن، ۲۸)

"اور اس (اللہ) نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔"

وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اس کے بتانے سے اس کے رسول ﷺ مطلع ہیں۔

علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔

الا من ارتضی من رسول

(سورۃ الجن، ۲۶۔۲۷)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔"

امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے----

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے بعض علماء کرام نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں حساب لگایا تھا کہ یہ امت ایک ہزار سن ہجری سے آگے نہ بڑھے گی---- امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے انکار کیا اور ایک رسالہ "الکشف عن تجاوزھذہ الامتہ الالف" تحریر فرما کر اس سے ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نئی صدی کے نئے تقاضے

مسودہ دیجئے، کتاب لیجئے

جی ہاں......!

کسی بھی کتاب کی اشاعت اب نہایت آسان ہے آپ صرف مسودہ ہمیں دیں اور مقررہ مدت میں مطلوبہ تعداد میں تیار کتاب بروقت ہم آپکو فراہم کر سکتے ہیں۔

نہ کتابت کا جھنجٹ

آپ پاکستان یا بیرون ملک کہیں بھی ہوں رابطہ کریں

AL-MUKHTAR
PUBLICATIONS
25-JAPAN MENSION, REGAL,SADDAR,KARACHI-PH-7725250
(PAKISTAN)